دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت



تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دَلائِل النُّبُوَّة

اورصاحبِ شریعت صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کی مَعرفت

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دارُالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء علمی گرافکس
ضخامت : 597 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

ملنے کے پتے

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

ابوذر حضور ﷺ کے پاس سے اُٹھا تو سیدھا مسجد الحرام میں آیا اور آ کر خوب بلند آواز کے ساتھ پکارا :

أشهد أن لا اله الا الله ، و أن محمدًا رسول الله

لہٰذا حاضرین اُٹھے اور ان پر ٹوٹ پڑے، گتھم گتھا ہو گئے۔ لہٰذا مار کٹائی ہوئی اور ٹھیک ٹھاک معرکہ گرم ہو گیا۔ مشرکین نے اس کو نہیں چھوڑا، اس کو باہر لے جا کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور مارنے لگے۔ چنانچہ حضرت عباس بن عبدالمطلب نے آ کر ان کو ان سے چھڑایا ان سے۔ مگر ابوذر نے اگلی صبح پھر وہی کام کیا، اور مشرکین نے بھی پھر وہی پہلے والا سلوک کیا۔ پھر آج بھی عباس نے ان کو چھڑا لیا۔ اس کے بعد ابوذر اپنے گھر اپنے بھائی کے پاس چلے گئے اور جا کر اپنے مسلمان ہونے کا اعلان کر دیا۔ لہٰذا ان کا بھائی بھی مسلمان ہو گیا۔ پھر دونوں بھائیوں نے جا کر اپنی والدہ کو اسلام کی دعوت اور اسلام کے بارے میں سمجھانے لگے۔ لہٰذا انہوں نے بھی اسلام کا اعلان کر دیا۔ اس کے بعد ابوذر غفاری اپنی پوری قوم کے اندر اسلام کو پھیلانے لگے۔

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

حضرت طلحہ بن عبید اللہ کہتے ہیں کہ میں بازار بصریٰ میں گیا تو کیا دیکھا کہ ایک راہب اپنے عبادت خانے میں اعلان کر رہا ہے، اے اہل موسم والے لوگو مسلمان ہو جاؤ۔ کیا اس بھرے بازار میں اہل حرم میں سے کوئی شخص موجود ہے؟ طلحہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا، میں ہوں۔ راہب نے پوچھا، کیا احمد ظاہر ہو گیا؟ میں نے پوچھا کہ کون احمد؟ اس نے کہا، عبداللہ کا بیٹا اور عبدالمطلب کا پوتا۔ یہ مہینہ اسی کا ہے، اسی مہینہ میں وہ نکلے گا، وہ نبیوں میں سے آخری نبی ہے۔ اس کے نکلنے کی جگہ حرم ہے اور اس کی ہجرت کرنے کی جگہ کھجوروں کا مقام پتھریلی زمین دور دراز کی زمین ہے (یعنی گندھک والی زمین)۔ تم وہاں پہلے سے پہنچ جانا۔

طلحہ کہتے ہیں کہ اس نے جو بات کہی تھی وہ میرے دل میں بیٹھ گئی۔ میں وہاں سے جلدی جلدی نکلا اور سیدھا مکہ آیا۔ میں نے جا کر پوچھا کہ کیا کوئی نئی بات ہو گئی ہے؟ لوگوں نے بتایا، جی ہاں محمد بن عبداللہ نے نبوت کا دعویٰ کر دیا ہے اور ابن ابوقحافہ نے اس کی اتباع کر لی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے چلا اور سیدھا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور جا کر ان سے پوچھا کہ کیا آپ نے محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں، میں نے کر لی ہے۔ چلو تم بھی ان کے پاس چلو اور چل کر ان کی بات مان لو، بے شک وہ حق کی طرف بلاتے ہیں۔ حضرت طلحہ نے ابوبکر کو وہ بات بتادی جو راہب نے ان سے کہی تھی۔ چنانچہ اس طرح حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت طلحہ کو ساتھ لے کر چلے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ چنانچہ طلحہ وہاں جا کر مسلمان ہو گئے۔ طلحہ نے راہب والی بات رسول اللہ ﷺ کو بھی بتادی۔ حضور ﷺ اس بات کو سن کر خوش ہوئے۔ جب ابوبکر اور طلحہ مسلمان ہو گئے تو نوفل بن خویلد عدویہ نے ان دونوں کو پکڑ لیا اور دونوں کو پکڑ کر ایک ہی رسی کے ساتھ باندھ دیا اور بنو تمیم نے بھی دونوں کو نہیں چھڑایا اور نوفل بن خویلد قریش کا شیر پکارا جاتا تھا۔ کیونکہ اس نے دونوں کو ساتھ باندھ دیا تھا اس لئے ابوبکر اور طلحہ قَرِیْنَیْنِ نام رکھے گئے تھے۔

نجاشی اصحم کے اسلام میں دلائل نبوت

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے محمد بن مسلم زہری نے حدیث بیان کی ہے۔ ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام مخزومی سے اس نے اُم سلمہ بنت ابوامیہ بن مغیرہ زوجہ رسول اللہ ﷺ سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ ہم لوگ جب حبشہ کی سرزمین پر اُترے، ہم لوگ ایک اچھے پڑوس کے پڑوس میں پہنچ گئے تھے (یا اچھے پناہ دینے والے کی پناہ میں تھے)۔ یعنی شاہ حبشہ نجاشی کے پاس۔ اس نے ہمارے دین پر رکھتے ہوئے امان دی اور ہمارے اُوپر احسان کیا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہے، نہ ہمیں کوئی ایذا پہنچاتا تھا اور نہ ہی ہم لوگ کوئی ایسی بات سُنتے تھے جس کو ہم ناگوار سمجھتے۔ قریش کو جب اس بات کی خبر پہنچی کہ ہم تو سرزمینِ عرب چھوڑ کر حبشہ میں سکون سے رہ رہے ہیں۔

انہوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ نجاشی کے پاس قاصد بھیجیں، ہمارے اندر دو عقل مند آدمی ہیں (جو اس کام کو کر سکتے ہیں)۔ اور مشورہ کیا کہ نجاشی کے پاس مکے کا قیمتی سامان بطور ہدیہ بھیجیں۔ اس وقت اچھی چیز وہاں کا چمڑا ہوتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے اس کے لئے بہت سارا چمڑا جمع کیا

چنانچہ انہوں نے کسی سردار کو نہیں چھوڑا، سب کو ہدیے دیئے۔ ہدیہ دے کر عبداللہ بن ابوربیعہ اور عمرو بن العاص کو روانہ کیا اور ان کو اپنا معاملہ سمجھا دیا اور ان کو قریش نے یہ ہدایت کردی کہ ہر سردار کو پہلے اس کا ہدیہ پہنچا دیں پھر ان سے نجاشی کے بارے میں بات کریں۔ اس کے بعد نجاشی کو ہدیہ پہنچائیں۔ اس کے بعد نجاشی سے مطالبہ کریں کہ وہ ہم لوگوں کو ان کے حوالے کردے اور وہ ہم سے اس سلسلے کی کوئی بات نہ پوچھے، بلکہ ہم سے کلام کرنے سے پہلے ہی وہ واپس بھیج دے۔

چنانچہ وہ نجاشی کے پاس پہنچے۔ جبکہ لوگ اس کے پاس خیر کے ساتھ ایک اچھے پڑوسی کے پاس رہ رہے تھے۔ نجاشی کا کوئی وزیر، مشیر باقی نہ رہا سب کو انہوں نے ہدایا پہنچا دیئے تھے نجاشی سے ملاقات سے پہلے پہلے۔ اور ان میں ہر ایک سے یہ بات کہہ دی تھی کہ شاہ نجاشی کے شہر میں ہماری طرف سے کچھ ناعاقبت اندیش کم عقل گھس آئے ہیں جو اپنا دین چھوڑ چکے ہیں۔ آپ لوگوں کے دین میں داخل نہیں ہوئے بلکہ وہ ایک نیا دین قبول کرکے آئے ہیں، جس کو نہ تو ہم جانتے ہیں نہ ہی آپ لوگ جانتے ہو اور ہم لوگوں نے بادشاہ کی طرف اپنی قوم کے اشراف کو روانہ کیا ہے تاکہ شاہ نجاشی ہمارے ان (بھاگ کر آنے والے افراد کو) ان کے ساتھ واپس بھیج دے۔ اور ہم لوگ جب بادشاہ سے ان کے بارے میں بات کریں تو آپ لوگ (سردار) بھی ان سے سفارش کردیں کہ وہ ان کو ہمارے حوالے کردیں اور ان لوگوں سے کوئی بات نہ کرے۔ بے شک ان کی قوم ان کی اعلیٰ اور بہتر دیکھ بھال کرسکتی ہے۔ اور جو ان پر عیب اور الزام ہے اس کو بھی خوب جانتی ہے۔

ان سرداروں نے ان دونوں نمائندوں سے کہہ دیا کہ ٹھیک ہے ایسا ہی کریں گے۔ اس کے بعد ان نمائندوں نے نجاشی کے دربار میں اپنے اپنے ہدایا پیش کردیئے۔ اس نے ان دونوں کے ہدایا قبول کرلئے۔ اس کے بعد نمائندوں نے نجاشی سے اپنے مطلب کی بات کہی، کہ اے بادشاہ سلامت آپ کے شہر میں کچھ ہمارے نوعمر لڑکے چھپ کر آگئے ہیں جو اپنا دین چھوڑ چکے ہیں اور تیرے دین میں بھی داخل نہیں ہوئے ہیں اور وہ ایسا دین لے آئے ہیں جس کو انہوں نے خود گھڑ لیا ہے اور خود ایجاد کرلیا ہے جس کو نہ ہم پہچانتے ہیں نہ آپ پہچانتے ہیں۔ اور ہم اپنی قوم کے اشراف لوگ ددھیال کی طرف سے اور ننھیال کی طرف ان کے کنبے قبیلے کی طرف سے جو آپ کے پاس اس لئے بھیجے گئے کہ آپ ان لوگوں کو ہمارے حوالے کردیں۔ وہ ان کی بہتر نگرانی اور دیکھ بھال بھی کریں گے اور ان پر جو الزام ہے اس کو بھی خوب سمجھتے ہیں اور وہ ان کو اس کا انتباہ بھی کریں گے۔

سیدہ اُم المؤمنین اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عبداللہ بن ابوربیعہ اور عمرو بن العاص کو یہ بات سب سے زیادہ بُری لگتی تھی کہ نجاشی ہم لوگوں میں سے کسی کی بات سُنے۔ چنانچہ شاہ کے ارد گرد جو سردار اور وزیر و مشیر بیٹھے تھے انہوں نے تصدیق و سفارش کرتے ہوئے کہا کہ ہاں صحیح ہے، اے بادشاہ سلامت۔ ان لوگوں کی قوم ان کے منتظر ہے اور ان کی کمزوری سے بھی خوب واقف ہے جو ان پر الزام ہے۔ لہٰذا آپ ان لوگوں کو ان کے حوالے کردیجئے تاکہ یہ لوگ ان کو اپنے اپنے شہروں میں واپس لے جائیں اور اپنی قوم میں لے جائیں۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُن کر نجاشی ناراض ہوگئے اور کہنے لگے، اللہ کی قسم اس صورت میں میں ان لوگوں کو ان دونوں کے حوالے نہیں کروں گا، یہ ممکن نہیں کہ کچھ لوگ میری جوار یا پناہ میں آئیں اور میرے شہروں میں اُتریں اور سب کو چھوڑ کر مجھے سب پر ترجیح دیں اور میں ان کو ان کے حوالے کردوں؟ میں اُن (پناہ گزینوں) سے بھی پوچھوں گا۔ اس بارے میں جو کچھ کہہ رہے ہیں ان کے بارے میں اگر بات ویسی ہے جیسے یہ لوگ بتا رہے ہیں تو میں یہ لوگ ان کے حوالے کردوں گا اور ان کو ان کی قوم کے پاس واپس بھیج دوں گا اور معاملہ اس کے برعکس ہوا تو میں ان کو روک لوں گا اور جب تک وہ میرے پاس رہیں گے میں ان کو اچھے طریقے سے رکھوں گا۔

نجاشی کے دربار میں صحابۂ کرام کی طلبی اور حق گوئی کے لئے قسم کھانا .... سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس گفت وشنید کے بعد نجاشی نے اصحاب رسول کے پاس نمائندہ بھیج کر ان کو بُلایا۔ ان کے پاس جب نجاشی کا قاصد پہنچ تو سب (ہجرت کرکے حبشہ جانے والے) جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے کہا کہ جب نجاشی کے پاس جاؤ گے تو کیا کہو گے؟ سب نے متفقہ طور پر یہ ہی رائے دی کہ اللہ کی قسم ہم جو کچھ جانتے ہیں اور جو کچھ ہمارے نبی ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے ہم وہی بات کریں گے (نتائج کی پرواہ نہیں کریں گے)۔ جو ہونا ہوگا

سونکا جائے گا۔ جب یہ مسافر دربار نجاشی میں پہنچے تو دیکھا کہ نجاشی نے اپنے مذہب کے عالموں اور پیشواؤں کو بلالیا ہے وہ اپنے اپنے مصاحف (بائبلیں) کھول کر نجاشی کے اردگرد بیٹھ گئے۔

مسلمانو! غور کا مقام ہے .... اس واقعہ کے ہر ہر زاویے میں بے شمار عبرتیں اور نصائح موجود ہیں (مترجم)۔ کہ محمد عربی کے چند مخلص موحدین جن کو اپنی قوم نے مکہ چھوڑنے پر اور اپنا ملک چھوڑنے پر مجبور کر دیا ہے، عیسائی حکومت میں پناہ لی ہے۔ مگر دشمن وہاں بھی ان کو چین نہیں لینے دیتا۔ ان غریب الدیار مسلمانوں کے خلاف مشرکین مکہ مدعی ہیں۔ مسلمان غریب الدیار ہیں اور عدالت عیسائی ہے، شاہی دربار ہے۔ رشوت کے طور پر ہدایا پہنچا دیئے گئے ہیں، علماء عیسائیت صحیفے کھول کر بیٹھے ہیں۔ نجاشی مسلمانوں سے ان کے دین و مذہب کے بارے میں پوچھتا ہے۔ محمد عربی کی سچائیوں پر قربان، رب ذوالجلال کی قسم حضرت جعفر طیار عیسائیت کدے میں کھڑے ہو کر جو تقریر کرتا ہے جو بیان دیتا ہے وہ اسلام کا اور مسلمانوں کا سر بلند کر دیتا ہے۔ رہتی دنیا تک وہ اسلام اور جاہلیت کا امتیازی نشان رہے گا۔

نجاشی کا سوال .... مسلمانو غریب الوطنو! بتاؤ یہ کونسا دین ہے جس کے اندر آ کر تم لوگوں نے اپنی قوم کو خیر باد کہہ دیا ہے۔

سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جس نے جواب دیتے ہوئے متکلم اور مجیب کی حیثیت سے بات کی تھی وہ جعفر بن ابوطالب تھے۔ انہوں نے کہا:

نجاشی کے دربار میں حضرت جعفر بن ابوطالب کا بیان (جاہلیت کا نقشہ)

أيها الملك، كنا قومًا جاهلية، نعبد الاصنام، نأكل الميتة، ونأتي الفواحش، ونقطع الأرحام، ونسيء الجوار، ويأكل القوى منا الضعيف

اے بادشاہ سلامت! ہم لوگ اہل جاہلیت تھے۔ بتوں کی پوجا کرتے تھے، مردار کھاتے تھے، تمام بے حیائی کے کام کرتے تھے، رشتے ناتے کاٹتے تھے، پڑوس میں برائی کرتے تھے، ہمارے اندر طاقتور کمزور کو کھا جاتا تھا۔

اسلام کی پاکیزہ تعلیم، اسلام کا نقشہ، محمد عربی کی تعلیمات مقدسہ

فكنا على ذلك، حتى بعث الله الينا رسولاً منا نعرف نسبه وصدقه وأمانته وعفافه، فدعانا الى الله، لنوحده ونعبده، ونخلع ما كنا نعبد نحن وآباؤنا من دونه، من الحجارة والأوثان

اسی حالت زار میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے پاس ہم ہی میں سے ایک رسول بھیج دیا ہے۔ ہم اس کا نسب جانتے ہیں اس کی سچائی، اس کی امانت داری اور اس کی پاکدامنی جانتے ہیں۔ اس شخص نے ہم لوگوں کو اللہ کی طرف بلایا کہ ہم اللہ کو ایک مانیں۔ عبادت صرف اسی کی کریں اور ہم ان کو چھوڑ دیں جن کی عبادت کر رہے ہیں یا ہمارے باپ دادا کر رہے۔ اللہ وحدہ کے سوا پتھروں اور بتوں کی۔

وأمرنا بصدق الحديث، وأداء الأمانة، وصلة الرحم، وحسن الجوار، والكف عن المحارم والدماء، ونهانا عن الفواحش، وقول الزور، وأكل مال اليتيم، وقذف المحصنات

اس نبی نے ہمیں سچی بات کرنے، امانت ادا کرنے، صلہ رحمی کرنے، پڑوس کے ساتھ نیک سلوک کرنے، محارم سے رک جانے، خون بہانے سے رک جانے کا حکم دیا ہے اور بے حیائی کے کاموں سے۔ جھوٹ بات کرنے، یتیموں کا مال کھانے، پاکدامن عورتوں کو بدکاری کی تہمت لگانے جیسے قبیح امور سے روک دیا ہے۔

وامرنا ان نعبد الله وحده لا شريك به شيئًا، وأمرنا بالصلاة والزكاة والصيام

اور اس نبی نے ہمیں حکم دیا کہ ہم لوگ اللہ وحدہ کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور دوسرے ہمیں نماز پڑھنے، زکوٰۃ ادا کرنے اور روزے رکھنے کا حکم دیا ہے۔

سیدہ اُم سلمہ فرماتی ہیں کہ جعفر رضی اللہ عنہ نے اسی طرح تمام اسلام کے امور ایک ایک کر کے گنوائے۔ پھر کہا ہم نے اس نبی کو سچا مان لیا ہے۔ اور ہم لوگ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں اور ہم نے اس کی اتباع کر لی ہے، اس بنا پر جو وہ اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے۔

فصدقناه وامنا به، واتبعناه على ما جاء به من الله، فعبدنا الله وحده، فلم نشرك به شيئاً، وحرمنا ما حرم علينا، واحللنا ما احل لنا، فعدا علينا قومنا، فعذبونا وفتنونا عن ديننا، ليردونا الى عبادة الأوثان عن عبادة الله تعالىٰ، وان نستحل ما كنا عليه من الخبائث، فلما قهرونا وظلمونا وضيقوا علينا، وحالوا بيننا وبين ديننا، خرجنا الى بلادك واخترناك على من سواك، ورغبنا في جوارك، ورجونا ان لا نظلم عندك أيها الملك۔

ہم نے اس کی تصدیق کر لی ہے۔ اس پر ایمان لے آئے وہ اللہ کی طرف سے جو کچھ لے کر آیا ہے ہم نے اس کی اتباع کر لی۔ ہم اس کے ساتھ کسی شی کو شریک نہیں کریں گے۔ ہم نے ہر اس چیز کو حرام ٹھہرا لیا ہے جس کو انہوں نے حرام قرار دیا ہے اور ہم نے ہر اس چیز کو حلال کر لیا ہے جس کو اس نے حلال کہا ہے۔ اس کے بعد ہماری قوم نے ہمارے اُوپر زیادتی کی۔ انہوں نے ہمیں سزائیں دی ہیں اور انہوں نے ہمیں ہمارے دین سے روکا ہے۔ تاکہ وہ ہمیں اللہ کی عبادت کرنے سے دوبارہ بتوں کی عبادت کی طرف پھیر لیں اور اس لئے تاکہ ہم جن جن خبائث پر تھے ہم ان کو دوبارہ حلال سمجھ لیں۔ انہوں نے جب ہمارے اُوپر زبردستی کی ہے اور ہمارے اُوپر ظلم کیا ہے اور ہمارے اُوپر زمین تنگ کر دی ہے اور ہمارے اور ہمارے دین کے درمیان حائل ہو گئے تو ہم لوگ آپ کے شہر کی طرف نکل آئے ہیں اور ہم نے آپ کے سوا سب پر آپ کو ترجیح دی ہے اور ہم نے آپ کے پڑوس میں رہنے کو ترجیح دی ہے۔ اور ہم نے یہ توقع کی ہے کہ ہمارے اُوپر آپ کے پاس رہ کر ظلم نہیں ہوگا، اے بادشاہ سلامت۔

حضرت جعفر کی یہ تقریر ختم ہوئی تو نجاشی نے سوال کیا۔ کیا تیرے پاس اس وحی میں سے کوئی چیز ہے جو وہ نبی اللہ کی طرف سے لے کر آیا ہے؟ حضرت جعفر نے اثبات میں جواب دیا تو نجاشی نے کہا کہ آپ میرے سامنے اس کو پڑھئے۔

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے نجاشی کے سامنے سورۂ مریم کا پہلا حصہ پڑھا تو اللہ کی قسم نجاشی رو پڑا حتیٰ کہ اس کی داڑھی بھیگ گئی اور اس کے مذہبی پیشوا اور عالم بھی رو پڑے حتیٰ کہ ان کے صحیفے بھیگ گئے۔ جب انہوں نے اسے سُنا جو کچھ وہ ان کے سامنے پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد نجاشی نے کہا:

نجاشی کے دربار سے مسلمانوں کے حق میں کامیاب فیصلہ .... ان هذا والذى جاء به عيسىٰ، ليخرج من مشكاة واحدة، انطلقا، فلا والله لا اسلمهم اليكما ولا يكادون۔

یہ کلام اور جو عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے اس روشنی کا منبع و مصدر ایک ہی ہے۔ (مدعیان نے کہا) تم دونوں واپس چلے جاؤ۔ اللہ کی قسم میں ان کو تمہارے حوالے نہیں کروں گا اور یہ ممکن ہی نہیں ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ قریش کے نمائندے جب دونوں نجاشی کے دربار سے نکل گئے تو عمرو بن العاص نے کہا، اللہ کی قسم میں کل اس کے پاس جاؤں گا اور آکر میں ان کی ہریالی کا استیصال کر دوں گا، جڑ سے کاٹ دوں گا۔ فرماتی ہیں کہ مگر اس کو عبداللہ بن ربیعہ نے کہا کیونکہ وہ دونوں میں سے زیادہ متقی اور شریف ہے ہم لوگوں میں کہ ایسا ہرگز نہ کرنا۔ بے شک ان لوگوں کی ہم سے رشتہ داریاں ہیں، کیا ہوا اگر وہ ہمارے مخالف ہو گئے تو۔

کفر کے نمائندوں کی دوسری چال جو ناکام ہوئی .... اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ عمرو بن العاص نے قسم کھا کر کہا کہ میں نجاشی کو خبر دوں گا کہ یہ لوگ یہ گمان رکھتے ہیں کہ عیسیٰ بن مریم اللہ کے بندے ہیں۔ فرماتی ہیں کہ صبح ہوئی تو اس نے اپنی قسم کے مطابق اس سے جا کر شکایت کی کہ اے بادشاہ سلامت وہ لوگ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بہت بُری بات کہتے ہیں، آپ ان کو نمائندہ بھیج کر بلائیے اور ان سے پوچھئے کہ وہ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟

• فرماتی ہیں کہ چنانچہ نجاشی نے ان سے پوچھنے کے لئے پھر نمائندہ بھیجا مگر ہمارے لئے اس کی مثل کوئی پریشانی نازل نہیں ہوئی تھی۔ پھر مسلمان جمع ہوئے اور ایک دوسرے سے پوچھا کہ تم لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں کیا کہتے ہو، جب نجاشی پوچھے گا تو کیا جواب ہوگا؟ سب نے اتفاق سے کہا کہ اللہ کی قسم ہم اس کے بارے میں وہی کچھ کہیں گے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں فرمایا ہے اور جو کچھ ہمارے نبی ہمارے پاس لائے ہیں، اس کے علاوہ ہم منع کر دیئے ہیں۔ جو کچھ ہونا ہوگا وہ ہو جائے گا۔ فرماتی ہیں کہ جب نجاشی کے پاس پہنچے تو اس نے ان سے پوچھا تم لوگ کیا کہتے ہو عیسیٰ بن مریم کے بارے میں؟

فرماتی ہیں کہ حضرت جعفر نے اس کو جواب دیتے ہوئے فرمایا، ہم اس کے بارے میں وہی کچھ کہتے ہیں جو کچھ ہمارے نبی ہمارے پاس لے کر آئے ہیں۔ کہ وہ اللہ کا بندہ ہے، اللہ کا رسول ہے، وہ رُوح اللہ ہے، وہ کلمۃ اللہ ہے، جس کو اللہ نے مریم کی طرف القاء کیا تھا۔ وہ کنواری تھیں گناہ سے پاک تھیں۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سُنتے ہی نجاشی نے زمین پر ہاتھ مارا، اس نے ایک تنکا اُٹھایا اور کہنے لگا، اللہ کی قسم جو کچھ آپ نے کہا ہے یہی کچھ تھے عیسیٰ بن مریم۔ اس سے اس تنکے برابر بھی فرق نہیں تھا۔ سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ جب اس نے یہ بات کہی تو اس کے عالم اور درویش اس کے گرد سے اُٹھ کر چلے گئے۔ اس نے کہا اگر تم چلے جاؤ تو اللہ کی قسم تم جاؤ۔ تم میری زمین پر شیوم ہو اور شیوم کا مطلب ہے امن والے ہو۔ جو شخص تمہیں بُرا کہے گا وہ مجرم ہوگا۔ پھر کہا جو شخص تمہیں گالی دے گا وہ مجرم ہوگا۔ تیسری بار یہی کہا۔ اور یہ کہا کہ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ میرا سونے کا عبادت خانہ ہو (جس میں میں عبادت و شکر کروں) جبکہ تم میں سے کسی آدمی کو ایذا دوں۔

ابن ہشام نے کہا کہ یوں بھی کہا جاتا ہے: دَبْرَیٰ مِنْ ذَھَبٍ اور یوں بھی کہا جاتا ہے اَنْتُمْ شُیُوْمٌ۔ حبشی زبان میں دَبْرَ کے معنی ہیں اَلْجَبَلُ یعنی پہاڑ۔ اس نے کہا کہ ان دونوں قریشی نمائندوں کو ان کے ہدایا واپس کر دو، مجھے ان کے ہدایا کی ضرورت نہیں ہے۔ چنانچہ وہ دونوں اس کے ہاں سے ذلیل ہو کر نکل گئے۔ جو کچھ لے کر آئے تھے وہ بھی ان کو واپس کر دیا گیا۔ اور ہم لوگ نجاشی کے پاس بہتر گھر اور بہترین پڑوس میں قیام کرتے رہے۔

نجاشی کی حکومت کو خطرہ اور مسلمانوں کی دعا سے کامیابی نبوت محمدی ﷺ کی دلیل ہے .... سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اسی کیفیت میں تھے کہ اچانک حبشہ سے ایک آدمی آیا، اس نے نجاشی کے ساتھ حکومت میں جھگڑا شروع کر دیا۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں کو شدید دھچکا لگا اور ایسا حزن و غم پہنچا کہ اس سے قبل کبھی نہیں پہنچا تھا۔ وہ ہمارے اُوپر شدید حزن تھا۔ اس خوف کے مارے کہ اگر وہ شخص نجاشی پر غالب آ گیا تو ہمارا کیا بنے گا؟ ایسا آدمی جو ہمارا حق نہیں پہچانے گا جس طرح نجاشی ہمارا حق پہچان رہا تھا۔

فرماتی ہیں کہ نجاشی اس کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں کے درمیان دریائے نیل (ازرق) حائل تھا۔ فرماتی ہیں کہ اصحاب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کوئی آدمی تیار ہوتا ہے جو یہاں سے روانہ ہو کر جائے اور اس قوم کے درمیاں جھگڑے اور اختلاف کی جو کیفیت ہے اس کو جا کر جانے اور پھر ہمیں پوری پوری اس کے بارے خبر دے؟

کہتی ہیں کہ زبیر بن عوام نے جانے کے لئے حامی بھر لی کہ میں جاتا ہوں۔ سب نے کہا کہ آپ جائیں گے حالانکہ آپ تو سب لوگوں سے کم عمر ہیں۔ فرماتی ہیں (اس کے اصرار کرنے پر) اس کے لئے مشک پھونک کر تیار کی گئی دریا تیرنے کے لئے۔

زبیر نے مشک کو اپنے سینے تلے دیا اور اس پر تیرا کی کرتا ہوا دریائے نیل کے اس مقام تک جا پہنچا جہاں پر ان لوگوں کے ٹکراؤ کا مقام تھا۔ اس کے بعد وہ چل کر ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا۔ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم لوگ اللہ تعالیٰ سے نجاشی کے غلبے اور اپنے دشمن پر اپنے شہروں میں اس کی تمکنت کے لئے دعا کر رہے تھے۔ فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم ہم لوگ اسی انتظار میں تھے اور انتظار کر رہے تھے کہ کیا ہونے والا ہے کہ اچانک زبیر کہیں سے ظاہر ہوئے اور وہ دوڑتے ہوئے آئے اور انہوں نے دُور سے کپڑا اہلا کر کہا۔

الا أبشروا فقد ظفر النجاشی ، اھلك اللّٰه عدوهٗ ومكن له فی بلاده

خبر دار خوش ہو جاؤ، مبارک ہو نجاشی فتح یاب ہو گیا ہے۔ اللہ اس نے اس کے دشمن کو ہلاک کر دیا ہے اور اس کو اس کے شہروں میں پکا کر دیا ہے اور تمکنت عطا کر دی ہے۔

اُم سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتی کہ اس سے زیادہ خوشی کبھی ہمیں حاصل ہوئی ہو۔ فرماتی ہیں کہ نجاشی اس جنگی مہم سے بخیریت واپس لوٹ آیا اور اللہ نے اس کے دشمن کو واقعی ہلاک کر دیا تھا اور نجاشی کو اپنے شہروں میں قدرت اور استحکام عطا کر دیا تھا۔ اور حبشہ کی حکومت اس کے لئے پکی اور یقینی ہوگئی تھی۔ پھر ہم حسب معمول ان کے پاس پُرسکون طریقے پر ایسے رہے جیسے انسان اپنے بہتر اور اچھے گھر میں رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ پھر وہاں سے سیدھے رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے، ابھی حضور ﷺ مکے میں ہی تھے۔

حضرت زید بن سعنہ کے اسلام میں دلائل نبوت

حضرت عبداللہ بن سلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب زید بن سعنہ کو ہدایت عطا کرنا چاہا تو زید کہتا ہے کہ تمام علامات نبوت (میں بحیثیت یہودی عالم ہونے کے) حضور ﷺ کے چہرے پر پہچانتا تھا دو علامات کے سوا باقی ساری علامات موجود تھیں۔ محمد رسول اللہ ﷺ کے چہرہ انور کو میں جب بھی دیکھتا تھا تو میں دیکھ لیتا تھا۔ مگر دو ایسی صفات تھیں میں جن کے دیکھنے کے انتظار میں تھا۔

(۱) یہ کہ اس کا حلم (حوصلہ اور بردباری) اس کی جہالت سے سبقت کرے گی۔

(۲) نہ زیادہ کرے گی شدتِ جہل اس پر مگر حوصلہ اور بردباری کو۔

میں حضور ﷺ کے ساتھ نرمی کرتا رہتا تھا اس لئے کہ میں اس سے میل جول رکھوں اور کسی طرح اس کے حلم اور جہل کو آزماؤں۔ کہتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ اپنے حجروں سے نکلے۔ علی بن ابو طالب بھی ان کے ساتھ تھے۔ اتنے میں آپ کے پاس کوئی آدمی آیا جیسے کوئی بدوی ہے۔ وہ آ کر کہنے لگا بے شک فلاں کی بستی والے مسلمان ہوگئے ہیں اور اسلام میں داخل ہوگئے ہیں۔ میں ان لوگوں کو باتیں بتا تا رہتا تھا کہ اگر وہ مسلمان ہو جائیں تو (تمہاری یہ غربت ختم ہو جائے گی) صبح ہی صبح تمہارے پاس کھلا رزق آ جائے گا۔ جبکہ حالت یہ ہو رہی ہے کہ ان کو قحط سالی پہنچی ہوئی ہے اور انتہائی سختی میں ہیں اور بارش نہ ہونے سے بھی قحط میں ہیں۔ اور مجھے ڈر ہے کہ وہ کسی لالچ میں آ کر اسی طرح اسلام سے بھی نکل جائیں جیسے وہ اسلام میں طمع اور لالچ کی وجہ سے داخل ہوئے ہیں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان کے پاس کوئی چیز بھیج کر ان کی مدد فرما دیں۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے پہلو میں موجود آدمی کی طرف دیکھا، میرا خیال ہے کہ علی تھے۔ انہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! اس میں کوئی چیز نہیں بچی۔ زید بن سعنہ کہتے ہیں میں حضور ﷺ کے قریب ہو گیا اور میں نے آپ سے کہا، اے محمد کیا آپ ایسا کرلیں گے کہ میرے ساتھ بنی فلاں کے باغ سے اتنی مدت کے لئے کچھ معلوم اور متعین کھجوروں کی بیع کرلیں (فروخت کرلیں)۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اے یہودی۔ بلکہ میں بیع کروں گا معلوم اور متعین کھجوروں کی تجھ سے اتنی اتنی مدت کے لئے۔ اور میں بنو فلاں کے باغ کا نام نہیں لے رہا۔

زید کہتے ہیں کہ میں نے کہا ٹھیک ہے۔ انہوں نے مجھ سے بیع کرلی سودے کی بات کوئی نہیں۔ لہٰذا میں نے ہمیانی نکالی اور میں نے حضور ﷺ کو اسی مثقال سونے کے دے دیئے۔ معلوم اور متعین کھجوروں کے بارے میں ایک مقررہ وقت کے ساتھ۔ حضور ﷺ نے اس آدمی کو رقم دی اور فرمایا جلدی کرو ان کے لئے اور زید بن سعنہ کے مال کے ساتھ ان کی مالی ضرورت پوری کرو۔

جب طے شدہ وقت سے دو تین دن باقی رہ گئے تو ایک دن رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک آدمی کے جنازے میں نکلے، ان کے ساتھ ابو بکر اور عمر وعثمان رضی اللہ عنہم بھی تھے۔ دیگر چند صحابہ کی جماعت میں جب نماز جنازہ سے فارغ ہوئے تو ایک دیوار کے پاس بیٹھنے کے لئے قریب ہوئے۔ میں ان کے پاس گیا اور جا کر میں نے آپ کی قمیص کے دونوں دامن پکڑ لئے اور آپ کی اُوپر اوڑھنے والی چادر کو بھی۔ اور میں نے ان کی طرف انتہائی سخت چہرے کے ساتھ دیکھا اور کہا کہ اے محمد! کیا آپ میرے حق کی ادائیگی نہیں کریں گے؟ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تم لوگوں کو اے بنو عبدالمطلب۔ مگر تم لوگ ادائیگی کرنے میں بڑی پس و پیش کرنے والے ہو۔ مجھے تم لوگوں کے ارادہ کا علم تھا۔ چنانچہ حضرت عمر بن خطاب نے میری طرف کچھ گھور کر دیکھا، میں نے اسے دیکھا تو اس کی آنکھیں اس کے چہرے پر ایسی گھوم رہی تھیں جیسے کشتی گول گھومتی ہے۔ پھر انہوں نے میری طرف زور سے